www.emarsiya.com

۷۸۶

چھٹا مرثیہ

در حال حضرت امام حسین علیہ السلام

بند (۹۷)

مطلع

شور برپا ہی یہ رن میں کہ حسین آتے ہیں   راکبِ دوشِ رسولِ ثقلین آتے ہیں
فوج ہی خلد میں بے زینت و زین آتے ہیں   وارثِ فاتحِ صفین و حنین آتے ہیں
دو مصاحب ہیں فقط ساتھ جلوداری کو
پیشوائی کو اجل صبر مددگاری کو

صفِ غم ساتھ ہی کھولے ہوئے آہوں کے علم   آہ دلسوز نقیبِ صفِ اندوہ و الم
دردِ دل زیب دہ قلبِ جنودِ غم و ہم   ہے پراگندگی سرخیلِ گروہِ ماتم
یادِ اکبر سے فقط زیب ہے سالاری کی
غمِ عباسؑ نشانی ہے علمداری کی

غیظ تحریک میں ہے صبر سنبھالے ہے عناں   ضبط دیتا ہے تسلی تو کلیجہ ہے طپاں
دل کو دیتا ہے ہر اک بار خلش دردِ نہاں   کاہشِ جاں ہے ادھر ماتمِ فرزندِ جواں
زور گھٹتا ہے اگر ضعف بڑھا جاتا ہے
آہ کے ساتھ جگر منھ کو چلا آتا ہے

www.emarsiya.com

فخرِ ایوبؑ کلیجے کو سنبھالیں کیونکر تیرِ غم سینۂ زخمی سے نکالیں کیونکر
قافلہ خلد میں ہے پاس بلالیں کیونکر مبتلا دامِ اجل میں ہیں چھڑالیں کیونکر
دل میں جب عترتِ احمدؐ کا خیال آتا ہے
باگ چھٹ جاتی ہے رہوار بھی رک جاتا ہے

ہاتھ گہہ جانبِ افلاک اٹھا کر روئے وردِ دل خالقِ اکبر کو سنا کر روئے
سر کبھی گردنِ اشہب پہ جھکا کر روئے حال اپنا کبھی لاشوں کو دکھا کر روئے
دل میں احباب و اعزا کی جو یاد آتی ہے
روح انصار کی جنت میں تڑپ جاتی ہے

ہے اجل پیشِ نظر شوقِ شہادت رہبر دل میں ہے جوشِ تمنائے لقائے داور
فوق پا سر رحمتِ حق پشت پہ روحِ حیدرؑ دیر سے میان میں بیتاب ہے شمشیرِ دوسر
بیقراری پہ بڑھی خود دلِ بیتاب بنی
دامِ جوہر میں نہاں ماہیٔ بے آب بنی

خلقتاً دو ہیں زرہ میں، نہیں کچھ جائے سخن رعبِ ابنِ اسد اللہ ہے مگر قفلِ دہن
بیقراری پہ نظر کرتے ہیں جب شاہِ زمن رو کے فرماتے ہیں بس بس نہیں قابو میں بدن
آمدِ ضعف ہے، رخصت ہے توانائی کی
سوجھتا کچھ نہیں حالت ہے یہ بینائی کی

اب نہ وہ دل نہ وہ طاقت ہے نہ وہ بازوئے درست نورج اناہ وہ مصائب سے ہوئی دل کی شکست
ضعف سے زینِ فرس پر بھی نہیں تابِ نشست مرگِ احباب و اعزا سے ہوئے حوصلے پست
ساتھ بھائی کے گئی صف شکنی کی قوت
دست و بازو میں نہیں تیغ زنی کی قوت

www.emarsiya.com

عرض کی تیغ دو سر نے کہ بجا ہے مولا فی الحقیقت نہ رہا اب کوئی لڑنے کا مزا
جب سے بازو ہوئے عباس دلاور کے جدا حوصلہ ضرب کا مجھ میں بھی نہیں ہے اصلا

گو عدو سے عوض ابن ید اللہ لوں گی
کس سے پھر داد طلب میں دمِ ضربت ہوں گی

مادر اس کے ہی مولا مجھے تشویش کمال حشر میں جاؤں گی جب پیش خدائے متعال
فاطمہ بنت علی مجھ سے کریں گی یہ سوال کیا دکھائی تھی وفا تو نے دم جنگ و جدال

ساتھ تھی رن میں فقط زیب کمر ہونے کو
یا مخالف کے لیے سینہ سپر ہونے کو

ہر صف جنگ میں تھی زیب دہ دست علی عمر خود سر پہ چلی، مرحب و عنتر پہ چلی
معرکہ بیر الم کا ہی زمانے پہ چلی جب لڑا چاہ میں جنات سے خالق کا ولی

جن کو جانوں کی پڑی قوت پرواز نہ تھی
غیر تکبیر سنایاں کوئی آواز نہ تھی

جب مہیائے عبادت ہوا خالق کا وہ شیر بن گئی دائرہ حلقہ آہن شمشیر
صرف تسبیح و مناجات رہی شہ تا دیر تیغ نے کاٹ کے سر گرد لگائے کئی ڈھیر

غیر مسلم نہ بچا کوئی بجز جان گئے
ضرب شمشیر کو جنات تلک مان گئے

میرے مولا یہی ہنگام وفاداری ہے آج اگر کام نہ آؤں گی تو پھر خواری ہے
دست ضعف سے کھنچا نہیں دشواری ہے شہ پہ ہر وقت نزول کرم باری ہے

ضرب کو حکم ولی ابن ولی کافی ہے
میری جنبش کو فقط ناد علی کافی ہے

www.emarsiya.com

شاہ نے چوم لیا قبضۂ تیغِ حسنؑ پر رو کے فرمایا بہ شفقت، نہ ہو ایسی مضطر
آخری جنگ میں اتنی نہیں عجلت بہتر پہلے دکھلا دوں ذرا تیغِ زباں کے جوہر
امّتِ جد سے بیاں آخری حجت کر لوں
کلمہ گو ہیں یہ ادا فرضِ امامت کر لوں

کہہ کے یہ شہ نے اشارہ کیا سوئے رہوار بن کے طاؤس اڑا رخشِ رسولِ مختار
ساتھ ہونے کو صبا نے بھی تگ و دو کی ہزار رہ گئی تھم سے بن کر سُمِ اشہب کا غبار
تیلیاں جھاڑ کے کس ناز سے رم کرتا تھا
سرمۂ چشمِ صبا خاکِ قدم کرتا تھا

کس نزاکت سے بڑھاتا ہے قدم گام بہ گام وجد میں آ کے کبھی منہ میں چباتا ہے لگام
صورتِ برق جہندہ نہیں اک جا پہ قیام گہ طرارے گہے پوئیا گہے آہستہ خرام
فرشِ شبنم پہ کرے جست صبا ہے گھوڑا
چھو گئی زین سے صرصر تو ہوا ہے گھوڑا

سبزہ خوابیدہ رہے اور یہ آئے جائے آتشِ گل کو ہوا بن کے نہ یہ بھڑکائے
پیچ سنبل کے نہ بکھریں جو یہ چکر کھائے غنچہ سربستہ رہے اور یہ قدم رکھ آئے
پائے شبدیز کہیں بادِ صبا سے ہلکے
پاؤں رکھے تو نہ شبنم کا کٹورہ چھلکے

سر اٹھائے ہوئے طاؤس صفت ہے توسن یال کا ہے خم گردن پہ نرالا جوبن
جھومنے سے حرکت میں ہے جو موئے گردن پہلوئے ماہ میں خورشید کے پھوٹی ہے کرن
ذرہ اڑ کر نہ پڑے اس کا حذر کرتا ہے
دلبرِ فخرِ سلیماں پہ چنور کرتا ہے

www.emarsiya.com

ناز شبدیز کو ہے اپنی سبک تازی کا — خاتمہ اب ہے وفاداری و جانبازی کا
ولولہ دل میں ہے شمشیر کی دمسازی کا — ہٹنے پائے نہ قدم معرکے سے غازی کا
وار جب تیغ اجل کا دم پیکار چلے
پہلے بڑھ جائیں قدم پھر کہیں تلوار چلے

کہتے ہیں اہل جبل کبک دری ہے گھوڑا — گل ہیں خنداں کہ نسیم سحری ہے گھوڑا
وحش نازاں ہیں غزال تتری ہے گھوڑا — جن ہیں سو جاں سے تصدق وہ پری ہے گھوڑا
وادی النمل کی تصویر نظر آتی ہے
دوش پر تخت سلیماں کو ہوا لاتی ہے

پہلے ہو جائے ہوا تیغ جو سن سے نکلے — صبح کو باد صبا جیسے چمن سے نکلے
نافۂ مشک کی بو دشت ختن سے نکلے — واہ بے ساختہ جس طرح دہن سے نکلے
دیکھنے والوں کی گھبرا کے نگاہیں تھم جائیں
نیلیاں، مردم آبی پہ برابر تھم جائیں

الغرض رن کی زمیں رشک دلِ طور ہوئی — ظلمت فوج سیہ خرشد سے کافور ہوئی
شمعِ اسلام، چراغِ شب دیجور ہوئی — رفتہ رفتہ جو خبر آنے کی مشہور ہوئی
مورچے مورچے میں غل ہے سلیماں آئے
خیر اب جاں کی نہیں شاہ بنی جاں آئے

جسموں کو چھوڑ کے روحیں ہیں گریزاں تن سے — بن کے طاؤس ہوا ہوش اُڑے ہیں سن سے
بھاگے جاتے ہیں وہ دامن بکمر کر بن سے — اٹھ چکے ہیں قدم فوجِ مخالف رن سے
تپ چڑھی خوف سے دل بہ گئے پانی ہو کر
روسیہ زرد ہوئے ہیں پریشانی ہو کر

www.emarsiya.com

فوج ہے زیر و زبر دفترِ ابتر کی طرح خانۂ زیست گراں ہو گئے لنگر کی طرح
کاٹے کھاتی ہے زمیں پاؤں کو اژدر کی طرح سانس بھی رک کے رواں ہوتی ہے خنجر کی طرح
نیزے ترکش میں چھپے کھنچ کے کبادے ہو کر
سر کے بل جاتے ہیں اسوار پیادے ہو کر

تن سے سر، سر سے گریزاں ہیں ہوا و نخوت قلب پہلو سے جدا، قلب سے جوشِ جرأت
دست و پا تن سے جدا، تن سے جدا ہے قوت رُخ لڑائی سے پھرے رخ سے پھری ہے رنگت
تیر اڑے سہم کے چلا کے کمانیں بھاگیں
جسم بے جاں ہوئے جی چھوڑ کے جانیں بھاگیں

ڈھالیں ہاتھوں سے گریں دستِ تأسف مل کے ہیں پراگندہ پرے خوف سے زنگی دل کے
رکنِ ثابت میں ہیں آثار عیاں ہلچل کے کوہ تھرائے زمیں ہل گئی دریا چھلکے
ہستیِ دہر گریزاں ہے فنا کے آگے
بھاگی جاتی ہے زمیں رن کی ہوا کے آگے

رن مچے آج وہ جنگاہ میں خود رن بولے الاماں قہر سے چلا کے تہمتن بولے
خود قضا تیغ کے منہ پر سرِ دشمن بولے خود و بکتر ہیں تو آہن سرِ آہن بولے
خوفِ شمشیرِ علیؑ نے وہ ہوا باندھی ہے
گرہیں دے دے کے بگولے کی ہوا باندھی ہے

مردمِ آب اٹھائے ہیں حبابوں کی سپر بحرِ مواج کو سکتہ ہے زمیں کو چکر
آتشِ خوف سے بریاں ہیں نہنگوں کے جگر اب نہ موجوں میں تلاطم ہے نہ گردش میں بھنور
بل دمِ تیغ نے بڑھ بڑھ کے لبِ جو باندھے
رسنِ موج سے دریا کے ہیں بازو باندھے

www.emarsiya.com

الغرض گرد چھٹی، رخش نمودار ہوا شورِ قرنا سپہ شام میں اک بار ہوا
جوش زن یاں غضبِ حضرتِ قہار ہوا وارثِ سیفِ خدا جنگ کو تیار ہوا
قبضۂ تیغِ ید اللہ قضا نے چوما
دستِ مجروح کو تائیدِ خدا نے چوما

سر فدا کرنے کو جنات کا لشکر حاضر ہاتھ باندھے ہوئے رومال بسر زعفر حاضر
صف کشیدہ ہیں ملائک بھی برابر حاضر قدسی بارگہِ خالقِ اکبر حاضر
فوجیں آراستہ ہیں جنگ کی تیاری ہے
ایک اک منتظرِ اذنِ مددگاری ہے

رخصتِ حرب میں زعفر کو سوا ہے اصرار سر کو نعلین پہ رکھے ہے وہ عالی مقدار
عرض کرتا ہے بصد عجز کہ اے عرش وقار خادمِ خاص کو ہو جانے دو قدموں پہ نثار
لشکرِ جن بھی شریکِ شہدا ہو مولا
کچھ تو خادم حقِ خدمت سے ادا ہو مولا

شہ نے فرمایا مدد تو نہیں اصلاً منظور تجھکو خالق کرے ذیلِ شہدا میں محشور
جنگ سے ابنِ ید اللہ ہے بظاہر مجبور ناصرِ کل کا پسر ہوں نہ سمجھنا معذور
تن تنہا ابھی لاکھوں سے لڑے گا شبیرؑ
غیرِ حق غیر سے امداد نہ لے گا شبیرؑ

سن کے یہ اذن سے محروم پھرے طالبِ جنگ رزم گہہ کو شہِ والا نے بڑھایا جو سُرنگ
عرصۂ جنگ ہوا عرصۂ محشر سے بھی تنگ فوجِ اعدا میں ہوئے لیس کمانیں و خدنگ
خوف سے زرد ہوئی شمر و عمر کی صورت
ہٹیں پس و پیش صفیں زیر و زبر کی صورت

www.emarsiya.com

روک کر اسپِ صبا دم کو کہا شہ نے خطاب | ہے کدھر منھ کو چھپائے عمرِ خانہ خراب
دشمنِ آلِ نبیؐ، منحرفِ دین و کتاب | پیروِ ضالّ و مضلّ، موردِ نفرین و عذاب
سن ہوئے مکّار شہنشاہِ زماں کی حجت
ختم ہو جائے امامِ دو جہاں کی حجت

جوش پر آیا اُدھر قہرِ خداوندِ جہاں | کروٹیں میاں میں لینے لگی تیغِ بُرّاں
خون کے دریا میں نہانے کو مچلی بجلی | پھیری شاہ نے شبدیزِ صبا دم کی عناں
رُخ سوئے فوجِ عدو یک صبا نے موڑا
غل تھا بھڑکے ہوئے شعلے کو ہوا نے موڑا

یوں رجز خواں ہوا سرتاجِ فصیحانِ زمن | میں امامِ دو جہاں ہوں مرا بھائی ہے حسنؑ
وارثِ عقدہ کشا، شیرِ خدا، قلعہ شکن | جس نے انگلی پہ اُٹھایا تھا صراطِ آہن
عمرو و مرحب پہ چلی دستِ خدا کی شمشیر
دیکھ لو ہے یہ اُسی شیرِ وغا کی شمشیر

ہے وہی ہاتھ، وہی ضرب، وہی طرزِ جدال | جن کی ضربت ہوئی جبریل کے شہپر کو وبال
پیاس سے گو کہ ہے فرزندِ یداللہ نڈھال | پر نہیں بند ہوں لاکھوں سے دمِ حرب و قتال
حوصلہ پھر نہ کسی پیر و جواں میں رہ جائے
یادگار آج کی ضربت بھی جہاں میں رہ جائے

رفتہ رفتہ صفِ اوّل کے قریب آئے حضورؑ | شورِ قرنا سے ہوا فوج میں اک شورِ نشور
صف سے نکلا پسرِ قحطبہ سرمستِ غرور | بد زباں، تیرہ دروں، دشمنِ دیں، باغیِ کور
کبر و پندار و حسد روئے لعیں سے پیدا
نشۂ صف شکنی چینِ جبیں سے پیدا

www.emarsiya.com

روک کر اسپ صبا دم کو کیا شہ نے خطاب ہے کدھر منہ کو چھپائے عمرِ خانہ خراب
دشمنِ آلِ نبیؐ، منحرفِ دین و کتاب پیروِ مال و ذلیل ہو رہے نفرین و عذاب
سن ہوئے مکّار شہنشاہِ زماں کی حجّت
ختم ہو جائے امامِ دو جہاں کی حجّت

جوش پر آیا اُدھر قہرِ خداوند جہاں کروٹیں میان میں لینے لگی تیغِ بُرّاں
خون کے دریا میں نہانے کو مچلی بیتاب پھیری شاہ نے شبدیزِ صبا دم کی عناں
رُخ سوئے فوجِ عدو پیک صبا نے موڑا
غل تھا بھڑکے ہوئے شعلے کو ہوا نے موڑا

یوں رجز خواں ہوا سرتاجِ فصیحانِ زمن میں امامِ دو جہاں ہوں مرا بھائی ہے حسنؑ
وارثِ عقدہ کشا، شیرِ خدا، قلعہ شکن جس نے انگلی پہ اُٹھایا تھا صراطِ آہن
عمرو و مرحب پہ چلی دستِ خدا کی شمشیر
دیکھ لو ہے یہ اُسی شیرِ وغا کی شمشیر

ہے وہی ہاتھ، وہی ضرب وہی طرزِ جدال جن کی ضربت ہوئی جبریل کے شہپر کو وبال
پیاس سے گو کہ ہے فرزندِ یداللہ نڈھال پر نہیں بند ہوں لاکھوں سے دمِ حرب و قتال
حوصلہ پھر نہ کسی پیر و جواں میں رہ جائے
یادگار آج کی ضربت بھی جہاں میں رہ جائے

رفتہ رفتہ صفِ اوّل کے قریب آئے حضورؑ شورِ قرنا سے ہوا فوج میں اک شورِ نشور
صف سے نکلا پسرِ قحطبہ سرمستِ غرور بدزباں، تیرہ دروں، دشمنِ دیں، باغیِ نور
کبر و پندار و حسد روئے لعیں سے پیدا
نشّۂ صف شکنی چینِ جبیں سے پیدا

www.emarsiya.com

منھ میں کف، لب پہ سخن، دل میں لپٹ، پیش نبرد — جوش زن تجربہ تجربہ کہ شجاعت میں ہوں فرد
تاؤ کھا کر رخِ اسود، کبھی نیلا کبھی زرد — گاہ جرأت کی حرارت تو کبھی خوف سے سرد
جوشِ ہستی کو اُدھر خوفِ فنا نے روکا
شعلہ اٹھا جو بھڑک کر تو ہوا نے روکا

آ رہے ہیں لبِ سوفار سے پیغامِ قضا — خودِ آہن سرِ بدمست پہ ہے جامِ قضا
ہے ہر اک آئینے میں صورتِ انجامِ قضا — صبحِ ہستی میں عیاں ہے شفقِ شامِ قضا
ہر رگ و پے میں فنا کا جو اثر پہونچا ہے
چاکِ دامانِ قبا تا بہ کمر پہونچا ہے

خود بخود پاؤں لیا چاہتے ہیں راہِ گریز — رخ سے رخصت ہوا سب حوصلۂ جنگ و ستیز
حربۂ جنگ و جدل حالِ بزدل پہ ہیں تیز — مرکبِ دیو نفس میں نہ وہ جودت ہے نہ خیز
گوشے چلّے کے سوئے رحمت مڑا چاہتے ہیں
تیر یہ جوڑ کے ترکش سے اڑا چاہتے ہیں

چال الٹی یہ ہوئی شیر پہ روباہ بڑھا — دل بڑھانے کے لیے لشکرِ گمراہ بڑھا
صف سے رہوار کو گرما کے جو بدخواہ بڑھا — تیغ تولے ہوئے فرزندِ ید اللہ بڑھا
گرد اُڑ اُڑ کے تہِ گنبدِ اخضر پہونچی
بھاگ کر رن کی زمیں چرخ کے اوپر پہونچی

اُس طرف لاف زنی، حلم کی تقریر ادھر — شورِ قرنا کا اُدھر، نعرۂ تکبیر ادھر
شعلۂ نار اُدھر، نور کی تنویر ادھر — ڈھال وہ منھ پہ لیے، ہاتھ میں شمشیر ادھر
گاہ بڑھتا ہے شقی اور کبھی گھبراتا ہے
نعرۂ شیر ہے روباہ کہاں جاتا ہے

www.emarsiya.com

روک کر ہاتھ میں شبدیزِ صبا دم کی لگام یا علیؑ کہہ کے بڑھا دستِ زبردست امام
صبحِ ہستی میں نمودار ہوئی موت کی شام زیست رخصت ہوئی لبریز ہوا عمر کا جام
سر نہ پھر جسم پہ شمشیرِ قضا نے چھوڑا
دھوپ کھائے ہوئے پتے کو ہوا نے توڑا

سر گرا جسم سے چالیس قدم پہ اڑ کر جس طرح آتشِ سوزاں سے چٹکتا ہے شرر
چھوڑ کر زیں کو گرا دھڑ سے زمیں پہ پیکر شور اٹھا فوج میں دیکھو یہ ہے ضربِ حیدرؑ
عمروِ خندق نہیں گو، پر ہے صفِ جنگ وہی
زورِ حیدرؑ وہی، انداز وہی، رنگ وہی

غل ہوا فوج میں بھگدڑ ہوئی خونخواروں میں تھرتھری پڑ گئی ہیبت سے ستمگاروں میں
حوصلہ جنگ کا باقی نہیں جراروں میں ہمہ گر شور رہے ہوتے ہیں یہ سرداروں میں
کون اب جائے گا شاہِ دوسرا کے آگے
اب قدم کون بڑھائے گا قضا کے آگے

ابطحی غیظ میں آیا جو یہ دیکھی حالت پہلوانوں سے کہا کیوں ہو پریشاں صورت
حیف ہے تم میں ذرا بھی نہیں جوشِ جرأت ایک دلِ خستہ و مجروح کی ایسی ہیبت
کیوں نہ حلقے میں سواروں نے اسے گھیر لیا
ایک کی ضرب سے لاکھوں نے ہے منہ پھیر لیا

کہہ کے یہ غیظ سے بپھرا ہوا مکّار بڑھا شور کرتا ہوا نخوت سے ستمگار بڑھا
تیغ کو میان سے کھینچے ہوئے خونخوار بڑھا اس طرف سے بھی فرس جھوم کے اک بار بڑھا
چھائی گھنگور گھٹا گرد سے رہواروں کی
ابر میں کوندتی تھیں بجلیاں تلواروں کی

www.emarsiya.com

اس طرف سے کبھی شبدیز کڑک کر پہونچا
مثلِ شعلہ کبھی ناری بھی لپک کر پہونچا
فرقِ شہ پر کبھی نیزہ جو لچک کر پہونچا
پھیلا تیغِ ہلالی کا چمک کر پہونچا

قط دیا نیزۂ خطی پہ قلم کی صورت
ڈانڈ باقی رہی پنجے میں علم کی صورت

جھیپ کر منھ کو چراتا ہوا اعدا اُدھر بڑھا
ہر قدم ٹھوکریں کھاتا ہوا رہوار بڑھا
ڈھال سے منھ کو چھپاتا ہوا مکار بڑھا
مسکراتا خلفِ حیدرِ کرار بڑھا

تیغ بے چین تھی مغرور کا سر کاٹنے کو
نکلی پڑتی تھی زباں منھ سے لہو چاٹنے کو

تند خوئی سے بڑھا چھیڑ کے مرکب کو شریر
ہے فقط تیغ و سپر پاس نہ چلّہ ہے نہ تیر
آ گیا زد کے قریب دامِ ہلاکت کا اسیر
شہ نے فرمایا کہ او طالبِ انعامِ امیر

دل میں ارماں تھا ترے، سیفِ خدا سے لڑتا
کیوں اسی طرح شہِ عقدہ کشا سے لڑتا

دعوۂ تیغ زنی ہو تو کوئی ہاتھ نکال
دیکھ لیں ہم بھی ذرا شامیوں کا طرزِ جدال
رو سیہ ڈھال بہت ہے ترے کاندھے کا وبال
تیغ زن بھی کہیں لیتے ہیں سپر وقتِ جدال

تجھ سے موذی بھی زمانے میں بشر ہوتے ہیں
منچلے جتنے ہیں خود سینہ سپر ہوتے ہیں

لڑ چکا ہے ابھی ازرق سے حسنؑ کا گلفام
ایک لڑکے نے پراگندہ کیا لشکرِ شام
نام آور کے لیے ہے یہی غیرت کا مقام
خیر اب ضرب مری دیکھ چلتی ہے حسام

تیغ نے پھر تو نہ دی ردّ و بدل کی مہلت
آمد شد میں ہوئی ختم اجل کی مہلت

www.emarsiya.com

وار رد کر کے ادھر سے جو چلی تیغ دو سر نہ ہوئی خود کو جنبش نہ ہوئی سر کو خبر
ناخنِ تیغ نے کھولی گرہِ بندِ کمر طول میں ہو گیا دو حصے برابر پیکر
پارۂ جسم نہ افزود نہ کمتر اُترے
تو لا میزانِ عدالت میں برابر اُترے

غل ہوا فوج میں، بھاگے صفِ اعدا کے جواں خوف سے شمر و عمر ہو گئے خیمے میں نہاں
بھاگے سردار گرے ہاتھ سے لشکر کے نشاں آئی حیدر کی صدا اے مرے دلبر ہو قرباں
قبضۂ تیغ شہِ عرش نشیں نے چوما
دستِ پر ضعف کو جبریلِ امیں نے چوما

پھر تو ہر سو سے ہوئے فوجِ ستم کے ریلے غل ہوا شیر گرسنہ نہ ترائی لے لے
شہ نے فرمایا بہت معرکے ایسے جھیلے بچپنے میں ہی سدا تیغ و سپر سے کھیلے
کیا تردد جو چڑھائی سپہِ شام کی ہے
آرزو صبح سے ہم کو تو اسی کام کی ہے

یا علیؑ کہہ کے بڑھے شاہؑ اُڑا جم کے سمند ہو گئی قوتِ شبدیز گرسنہ وہ چند
اللہ اللہ وہ تگا پو وہ طرارے وہ زغند یوں اُڑا جست سے کبھی جیسے جھپکتا ہے پرند
ضربِ نعل سمِ اشہب نہ رکی مغفر سے
سیکڑوں کاسۂ سر توڑ دیئے ٹھوکر سے

ہے لبِ نہر سیہ فوج کی گھنگور گھٹا نعرۂ رعد ہے غرانا و جلاجل کی صدا
برق کی طرح جدھر اسپ کڑک کر پہونچا وہ پرا ابر کے مانند پراگندہ کیا
شکلِ پتے کے اُڑے فوج کے بادل پھٹ کر
صاف مطلع نظر آنے لگا بدلی چھٹ کر

www.emarsiya.com

تیغ دریا پہ گئی، شور اُٹھا کر پلٹی خوں کی اک سیل لبِ نہر بہا کر پلٹی
تن سے سر گہہ صفِ اول کے اڑا کر پلٹی نصف کے سر کبھی گردن سے گرا کر پلٹی
قطع صف ایک ہوئی ایک طرف باقی ہے
نصف کا سر جو اڑایا گیا صف باقی ہے

بانکپن کی وہ بناوٹ تو وہ اُبھرے جوہر زلف پر پیچ بکھیرے ہے پری تا بہ کمر
چشمِ خونناب میں ہے طرفہ لگاوٹ کی نظر سر سے پا تک ہیں غضب لالِ بھبوکا جوہر
ناز سے بادِ صبا سوئے چمن آتی ہے
دیکھ لو فوج کے گھونگھٹ میں، دلھن آتی ہے

توڑ کر قفلِ دہن خود کہیں آواز بنی پہلوئے دل میں کہیں بیٹھ کے یہ راز بنی
توڑ کر بازوئے بسمل پہ پرواز بنی دیکھ کر کالی گھٹا صاعقہ انداز بنی
اس طرح سے کہیں بجلی نہ کڑکتے دیکھی
جا گری سر پہ جو تلوار چمکتے دیکھی

اُڑ کے آندھی کی طرح رگ گئی آتے آتے ہوگئی سیر غذا خون کی کھاتے کھاتے
کٹ گئے ہاتھ سپر سامنے لاتے لاتے چل گیا وار جو اوچھا سا بھی جاتے جاتے
بڑھ گیا خط بھی اگر، موت کی تحریر بنا
بال بھی کاسۂ سر کا خطِ تقدیر بنا

پہونچی گلچیں کی طرح پھول سپر کے توڑے سرو قد دیکھا تو پیوندِ جگر کے توڑے
شکلِ خطِ رگِ گل تارِ نظر کے توڑے شاخِ بے بر کی طرح بند کمر کے توڑے
بیخ و بن سے شجرِ کفر کی جڑ کاٹی ہے
اس روش سے لبِ ساحل کی زمیں پاٹی ہے

www.emarsiya.com

توڑ کر کاسۂ سر کفر کی نخوت دو کی
قلب ناجنس میں برسوں کی عداوت دو کی
ہمرہ نیت بد اصل شقاوت دو کی
چھپ کے سایہ میں اڑی رخ سے تو رنگت دو کی
ہوش اڑے آنچ سے تلوار کی پارہ ہوکر
منتشر ہوگئے یک لخت دو پارہ ہوکر

قبضۂ تیغ دو پیکر میں ہیں تلواریں دو
ایک ضربت میں ہوئے زخم بھی دو، دھاریں دو
قاضی حکم قضا ایک ہے سرکاریں دو
جنس ہستی ہے گراں، موت کی بازاریں دو
کچھ تفاوت نہیں سودا ہے کھرا مول ہے ایک
دونوں پلّوں پہ تلے فرق نہ ہو تول ہے ایک

تیغ نے پایا ہے سرکار سے خلعت بھاری
ہر طرف حکم تصادم کے ہیں فرماں جاری
وحش و طیر و ملک و جن پہ ہے وحشت طاری
سطوتِ حکم علیؑ سے ہے اجل بھی ہاری
اس سے چرخِ ستم ایجاد ہے لوہا مانے
ضربِ شمشیر کا فولاد ہے لوہا مانے

خود ہے تصویرِ فنا دم ہے مسیحائی کا
جسم خمدار میں کس بل ہے توانائی کا
صدقے سو جان سے پری حال پہ زیبائی کا
منہ تو کھولے کوئی ہے لطف یہ گویائی کا
علم باطن وہ ملا موت کی تحریر پڑھے
حافظہ ایسا زبانی خطِ تقدیر پڑھے

ہر طرف دشت میں کشتوں کے لگے ہیں انبار
ہے یہ لاشوں کا تکاثر کہ نہیں تابِ شمار
دامنِ دشت بلا بن گیا شکلِ کہسار
سرخ ہے خون کی بوچھار سے دریا کا غبار
دشت پر خار میں لالے کا چمن لٹتا ہے
ہر سرِ خار سے فوارۂ خوں چھٹتا ہے

www.emarsiya.com

تیغ نے صاف کیا دامنِ میدانِ قتال ایک تنہا سے نہ لاکھوں کو ہوئی تابِ جدال
دن ڈھلا ہو گیا خورشیدِ امامت کو زوال پیاس بھر کی جو لڑائی میں ہوا ضعف کمال
زین پر ضعف سے پٹری بھی نہیں جمتی ہے
پنجۂ شیر میں شمشیر نہیں تھمتی ہے

چلتی ہے تند ہوا دھوپ ہے جنگل کی کڑی ہے نظر شیرِ گرسنہ کی سوئے فوج لڑی
گردِ میدان کی اُڑ اڑ کے ہے چہرے پہ پڑی عنقریب آئی ہے دنیا میں قیامت کی گھڑی
جسم تھرّاتا ہے تیور بھی بدل جاتے ہیں
یا علیؑ کہہ کے ہر اک بار سنبھل جاتے ہیں

تیغِ حیدرؑ کا اشارہ ہے ملے اذنِ وغا بے ادب بڑھتی چلی آتی ہے فوجِ اعدا
شاہ فرماتے ہیں اب جنگ کا موقع نہ رہا ختمِ حجت کے لیے امتِ احمدؐ سے لڑا
امتحاں صبر کا اب پیشِ خدا ہوئے گا
سر مرا سجدۂ خالق میں جدا ہوئے گا

پونچھ کر خون کو دامن سے بچشمِ خونبار بڑھ کے لا سیف لکھی میان میں شہ نے تلوار
ابرِ تیرہ میں چھپی برقِ جہندہ اک بار جس طرح ماہِ شبِ عید پہ چھایا ہو غبار
کوئے ظلمات میں ہر پھر کے سکندر پہنچے
چاہ میں بہرِ دعا ساقیِ کوثر پہنچے

دیکھ کر تیغِ شرربار کو مابینِ نیام تیغ تولے ہوئے آ پہنچا قریں لشکرِ شام
گرد اک بیکسِ مغموم کے ہے مجمعِ عام نیزہ تانے ہے کوئی اور کوئی تولے ہے حسام
گرد حلقہ کیے ہے فوج کمانداروں کی
دھوپ میں سر پہ فقط چھاؤں ہے تلواروں کی

www.emarsiya.com

سپرِ صبر نے روکا جو کوئی زخم لگا تیر جب آیا کہا شہ نے رضیًّا بقضا
شکر سے خشک زباں تر ہے نہ شکوہ نہ گلا اشتیاق اس کا ہے شہ کو کہ کریں عہد وفا
صادق القول ہیں یوں وعدہ وفا کرتے ہیں
دہنِ زخم بدن شکر خدا کرتے ہیں

بن گئے تودۂ ناوک جگر و قلب حزیں چاک ہے تیر سے پہلو کے جراحت سے جبیں
تر ہیں خون کے چھینٹوں سے ہوا دامنِ زیں ضعف ہے جسم میں حالت بھی سنبھلنے کی نہیں
ابر میں فوج کے زہرا کا قمر گھرتا ہے
خانۂ زیں سے شہ عرش نشیں گرتا ہے

ہے کہاں فوج کہاں ہیں وہ رفیق و غمخوار ہیں کدھر سبط پیمبر کے قدیمی انصار
ہیں کہاں ابن مظاہر تھی وفا جن کا شعار ابن قین آ کے نہیں روکتے شمشیر کے وار
ہیں کہاں بھانجے جو شاہ کا پہلو تھا میں
آ کے عباس علیؑ بھائی کا بازو تھا میں

آ گیا عصر کا ہنگام اذاں دیں اکبرؑ ہیں کہاں سعد بنیں آن کے سینہ کی سپر
ہیں کدھر عونؑ و علیؑ دختر زہراؑ کے پسر ڈھونڈھ اے پیک اجل قاسمؑ مضطر ہیں کدھر
قصد سجدے کا شہ ہر دو سرا کرتے ہیں
کہہ دو شبیرؑ فریضے کو ادا کرتے ہیں

ناگہاں قتل کے میداں میں ہوا حشر بپا تھرتھرایا جو بدن زین پہ سنبھلا نہ گیا
گھٹنیاں توڑ کے رہوار زمیں پر بیٹھا زیں سے غش کھا کے گرے خاک پہ شاہ شہدا
ہاتھ پر روح شہ عرش نشیں نے روکا
اٹھ کے تا زانوئے رہوار زمیں نے روکا

www.emarsiya.com

نکلے خیمے سے حرم پیٹتے روتے باہر
بنت زہراؑ کی صدا تھی کہ برادر ہیں کدھر
تا در خیمہ تھا حلقہ کیے سارا لشکر
تیر و شمشیر و سناں کچھ بھی نہ آتے تھے نظر

چار سو مینھ کی طرح تیروں کی بوچھاریں تھیں
ایک سید پہ علم سیکڑوں تلواریں تھیں

غلغلہ سن کے نکل آئے ہیں ڈر کر اطفال
پیچھے بچوں کے ہیں سیدانیاں کھولے بال
تیز رو سب میں ہے عبداللہ فرخندہ خصال
راہ میں کرتا ہے گھبرا کے یہ ہر اک سے سوال

جلد بتلاؤ مجھے سخت پریشانی ہے
کس طرف خاک نشیں فاطمہؑ کا جانی ہے

بی بیاں روکتی تھیں ہاتھ پکڑ کر ہر بار
رو کے ہر ایک سے کہتا تھا وہ عالی مقدار
مجھ کو روکے نہ کوئی بہر رسولؐ مختار
آخری وقت ہیں ہو جانے دو عمو پہ نثار

گرد ہے فوج امام دو سرا تنہا ہیں
جلد جانے دو مجھے میرے چچا تنہا ہیں

رو کے ماں کہتی ہے ہر بات میں ضد خوب نہیں
چار سو گھیرے ہیں سرور دو عالم کو لعیں
ہیں عیاں حشر کے آثار لرزتی ہے زمیں
جسم نازک پہ ترے زخم نہ آ جائے کہیں

بھیج دے ماں تجھے کس طرح ستمگاروں میں
بچے جاتے نہیں چلتی ہوئی تلواروں میں

گو کہ روکا کیے سب پر وہ دلاور نہ رکا
دوڑ کر سبط پیمبرؐ کے قریب جا پہنچا!
پیچھے چلاتی ہوئی جاتی تھی بنت زہراؑ
گوش زد شہ کے ہوئی غش میں جو خواہر کی صدا

تازہ اک حشر کا سامان نمایاں دیکھا
یاس سے کھول کے آنکھیں سوئے ناداں دیکھا

شہ نے فرمایا نہ آنے دو اسے زینبؑ بہن صرصرِ موت سے خاموش نہ ہو شمعِ حسنؑ
لٹ چکا صبح سے اب تک تو محمدؐ کا چمن ہو نہ جائے ہدفِ تیر کہیں غنچہ دہن
کوئی تو گھر میں پئے فاتحہ خوانی رہ جائے
کچھ تو باقی مرے بھائی کی نشانی رہ جائے

دوڑ کر طفل وہ شبیرؑ سے لپٹا اک بار رو کے چلایا چچا جان یہ خادم ہو نثار
تیر و شمشیر و سناں سے ہوا سب جسم فگار مل گئی خاک میں گلزارِ محمدؐ کی بہار
سب بدن آپ کا نیزوں سے چھدا ہے عمو
جلد بتلایئے کیا حال ہوا ہے عمو

ناگہاں صف سے بڑھا حرملۂ بد ایماں غیظ میں لی قدر انداز نے کاندھے سے کماں
دل لرزتا ہے زباں کو نہیں یارائے بیاں توڑ کر حلق کو معصوم کے نکلا پیکاں
ہو کے مجروح شہ ہر دو سرا سے لپٹا
رو دیے شاہ بھتیجا جو چچا سے لپٹا

سانس رکنے جو لگی حلق میں تڑپا وہ غریب بلبلِ روح ہوا ساکنِ فردوس بریں
تر بتر خون گلو سے ہوئی میداں کی زمیں لاش چھاتی سے لگائے تھے شہِ عرش نشیں
رو کے فرماتے تھے کیا جلد سدھارے بیٹا
ہم بھی خیر آتے ہیں اب بعد تمہارے بیٹا

ناگہاں قتل پہ آمادہ ہوئے بانیٔ شر کعبۂ دیں کے گرانے کو بڑھے سب کفر
آمدِ شمر کا عنوان بیاں ہو کیونکر آستیں غیظ سے الٹے ہوئے کھینچے خنجر
اُقتلو کہہ کے ہر اک گام پہ چلاتا ہے
موزے پہنے ہوئے کعبے کی طرف آتا ہے

www.emarsiya.com

شہ نے فرمایا نہ آنے دو اسے زینبؑ بہن / صرصرِ موت سے خاموش نہ ہو شمعِ حسنؑ
لٹ چکا صبح سے اب تک تو محمدؐ کا چمن / ہو نہ جائے ہدفِ تیر کہیں غنچہ دہن
کوئی تو گھر میں پئے فاتحہ خوانی رہ جائے
کچھ تو باقی مرے بھائی کی نشانی رہ جائے

دوڑ کر طفل وہ شبیرؑ سے لپٹا اک بار / رو کے چلایا چچا جان یہ خادم ہو نثار
تیر و شمشیر و سناں سے ہوا سب جسم فگار / مل گئی خاک میں گلزارِ محمدؐ کی بہار
سب بدن آپ کا نیزوں سے چھنا ہے عمو
جلد بتلایئے کیا حال ہوا ہے عمو

ناگہاں صف سے بڑھا حرملۂ بد ایماں / غیظ میں لی قدر انداز نے کاندھے سے کماں
دل لرزتا ہے زباں کو نہیں یارائے بیاں / توڑ کر حلق کو معصوم کے نکلا پیکاں
ہو کے مجروح شہ ہر دو سرا سے لپٹا
رو دیئے شاہ بھتیجا جو چچا سے لپٹا

سانس رکنے جو لگی حلق میں تڑپا وہ غریب / بلبلِ روح ہوا ساکنِ فردوس بریں
تر بتر خون گلو سے ہوئی میداں کی زمیں / لاش چھاتی سے لگائے تھے شہِ عرش نشیں
رو کے فرماتے تھے کیا جلد سدھارے بیٹا
ہم بھی خیر آتے ہیں اب بعد تمہارے بیٹا

ناگہاں قتل پہ آمادہ ہوئے بانیِ شر / کعبۂ دیں کے گرانے کو بڑھے سب کفر
آمدِ شمر کا عنوان بیاں ہو کیونکر / آستیں غیظ سے الٹے ہوئے کھینچے خنجر
اقتلوہ کہہ کے ہر اک گام پہ چلاتا ہے
موزے پہنے ہوئے کعبے کی طرف آتا ہے

www.emarsiya.com

صرف ہیں سجدۂ خالق میں شہنشاہ زمن وا اخا کہتی ہوئی خیمے سے نکلی ہے بہن
ہے سیفر یا دکدھر جائے یہ آوارہ وطن ہے کدھر خون میں غلطاں ترا مجروح بدن
نیلی چادر سرِ انور سے گری جاتی ہے
خاک اڑاتی ہوئی مقتل کو چلی آتی ہے

پہونچی مقتل کے قریں پیٹتی روتی وہ حزیں دیکھا مصروف ہیں سجدے میں جنابِ شہِ دیں
تیرہ و تار ہے خورشید، لرزتی ہے زمیں مستعد بے ادبی پر ہے اُدھر شمر لعیں
پاس قاتل کے کوئی سیدہ جی کھوتی ہے
جیسے مادر سرِ بالینِ پسر روتی ہے

روکے فرماتی ہیں بے رحم ارے ظلم شعار بے گنہ کاٹتا ہے کیوں مرے مظلوم کا سر
تین فرزندوں میں باقی تھا یہی ایک پسر کلمہ گو ہو کے تو کر پاس رسولِ داور
پاؤں سینے سے ہٹا زخمِ جگر آلا ہے
ہائے کس دُکھ سے اسے فاطمہ نے پالا ہے

سامنے ماں کے نہ بیٹے پہ چھری پھیر شقی عمر بھر جوگ کمانے کی بضاعت ہے یہی
تجھ کو کچھ خوف ہے خالق کا نہ کچھ پاس نبیؐ کچھ بھی فریاد نہ مادر کی ستمگر نے سنی
بیگنہ ہو گیا مذبوح پسر زہرا کا
مومنو رن میں جدا ہو گیا سر آقا کا

غل ہوا بجنے لگے فوج میں باجے اک بار شور ہے ذبح ہوا سبطِ رسولِ مختار
خوں برسنے لگا ٹکرائے لرز کر کہسار دشت پر ہول میں ہیں حشر کے پیدا آثار
تیرہ و تار جہاں سب کو نظر آتا ہے
قافلہ رانڈوں کا مقتل کی طرف جاتا ہے

www.emarsiya.com

گرد ہیں لونڈیاں اور بیچ میں ہیں آلِ رسولؐ ہیں سوا سب کے مگر زینبِ ناشاد ملول
سب کے آگے ہیں برہنہ کے سر بنتِ بتولؑ رو کے فرماتی ہیں اب بیبیوں کا پردہ ہے فضول
جن سے عزت تھی وہ اب صاحبِ توقیر کہاں
کون پردہ کرے اکبر کہاں شبیر کہاں

کس طرح نظم ہوں اب زینبِ ناشاد کے بین لوٹ کر خاک پہ فرماتی ہیں با شیون و شین
میرے سید مرے بیکس مرے مظلوم حسینؑ ہجر میں تیرے نہیں خواہرِ ناکام کو چین
لا کے پردیس میں یوں چھوڑ نہ جاؤ بھیا
جلد فردوس میں زینب کو بلاؤ بھیا

اب نہیں ضبط کی طاقت جو یہ صدمے میں سہوں موت آ جائے تو فردوس میں بھائی سے ملوں
پیارے اب میں کسے فاطمہؑ کا لال کہوں آپ جنت کو گئے کس کی بہن ہو کے رہوں
ہائے کس وقت اخی آپ نے منھ موڑا ہے
کس پہ پردیس میں سیدانیوں کو چھوڑا ہے

بس زباں بند کر اے کامل صد چاک جگر دیر سے اہلِ عزا پیٹتے ہیں بزم میں سر
زمرۂ دل شدتِ گریہ سے ہیں غش میں اکثر ہے یہ ہنگامِ دعا پیشِ جنابِ داور
آستاں بوسیِ حیدرؑ مجھے حاصل ہو جائے
میری مٹی بھی اسی خاک میں شامل ہو جائے